

وَلَقَدْ لَبِيسْنَا الْقُرْآنَ لِلَّذِينَ هَلَكُوا مِنْ قَبْلِكَ

تَفْسِيرُ

# أَرْوُ أَحْسَنُ الْبَيَانِ

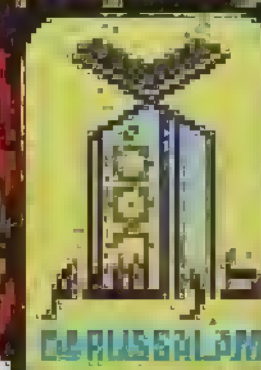
صحیح احادیث کی روشنی میں

تفسیر: حافظ ضلح الدین یوسف

ترجمہ: مولانا محمد جوہار گڑھی

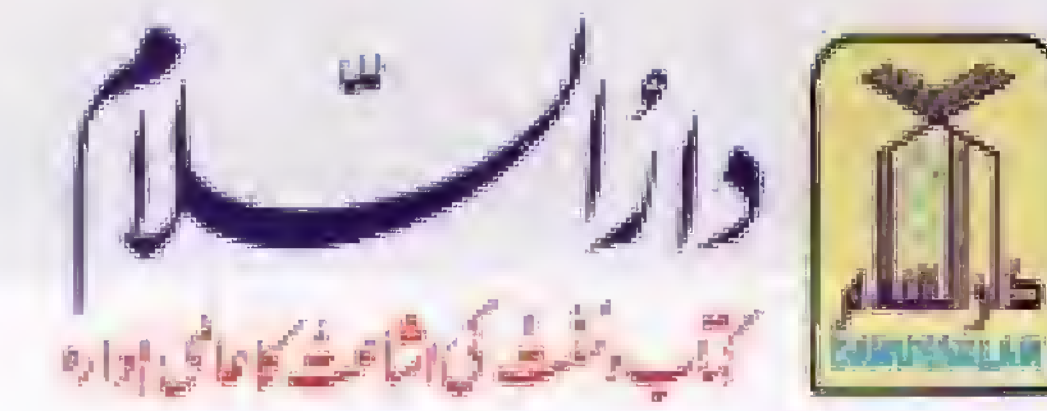
مفتی عبد الولی خان

نظر ثانی: مولانا الرحمن مبارک پوری





مجلہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں



سعودی عرب (مکہ)

پرنس عبدالعزیز بن جلوی سٹریٹ پوسٹ بکس: 22743 الرياض 11416: سعودی عرب

فون: 4033962-403432 1 00966 فیکس: 4021659 www.darussalamksa.com

Email: darussalam@awalnet.net.sa info@darussalamksa.com

الرياض • الفلج: فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 • المسار: فون: 4735220 1 00966 فیکس: 4735221  
• سویدی فون: 4286641 1 00966 • سولہ فون/ فیکس: 2860422 1 00966

جده فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270 • مدینہ منورہ فون: 8234446, 8230038 4 00966 فیکس: 8151121 04

الخمیر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551 3 00966 • خمیس مہیط فون/ فیکس: 2207055 7 00966

شیخ البحر فون: 0500887341 فیکس: 8691551 • تنیم (بریدہ) فون: 0503417156 فیکس: 3696124 6 00966

امریکہ • نیویارک فون: 5925 625 718 001 • ڈھمن: 0419 722 713 001 • کینیڈا • نیو یارک: فون: 4186619 416 001

لندن • دارالسلام انٹرنیشنل ٹیلی فون: 77252246 20 0044 85394885 20 0044 • دارالسلام انٹرنیشنل: 7739309 0121 0044

متحدہ عرب امارات • شامہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624 • فرانس فون: 52928 01 480 0033 فیکس: 52997 01 480 0033

اٹلی • دارالسلام اطالیہ فون: 45566249 44 0091 سواہل: 12041 98841 0091 • اسلامک بکس انٹرنیشنل فون: 4180 2373 22 0091

• بولی بک ڈسٹری بیوٹرز فون: 2451 4892 40 0091 سواہل: 30850 98493 0091 • ایم ایس بک انٹرنیشنل فون: 42157847 44 0091

سری لنکا • دارالکتاب فون: 358712 115 0094 • دارالانوار پرنس فون: 2669197 114 0094

پاکستان ہیدافن وسرکری شوروم

لاہور 36- لوزال، بیکریٹ شاہ، لاہور فون: 24,372 32 4 00 42 373 240 0092 فیکس: 540 72 373 042

• غزنی سٹریٹ: اردو بازار لاہور فون: 200 371 42 0092 فیکس: 207 03 373 042

• ۷ بلاک، گول کمرشل مارکیٹ، دکان: 2 (گراؤنڈ فلوئر) ڈیفنس، لاہور فون: 926 10 356 42 0092

کراچی بین طارق روڈ، ڈامن ہال سے (بہادر آباد کی طرف) دوسری گلی: کراچی فون: 36 343 939 21 0092 فیکس: 37 343 939 21 0092

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/ فیکس: 13 815 22 51 0092

info@darussalampk.com | www.darussalampk.com

آيَاتُهَا 7 (1) سُورَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ (5) رُكُوعُهَا 1

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ① الرَّحْمَنِ

الرَّحِيمِ ② مُلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ③ إِيَّاكَ

نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ④ اهْدِنَا

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ⑤ صِرَاطَ الَّذِينَ

أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ هُوَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ⑦



(1) سُورَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ (5) اَوَّلُهَا 1

سورة فاتحہ کی ہے اس میں 7 آیات، 1 رکوع ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

■ سورۃ فاتحہ قرآن مجید کی سب سے پہلی سورت ہے، جس کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ فاتحہ کے معنی آغاز اور ابتدا کے ہیں، اس لیے اسے آلفَاتِحَة، یعنی فَاتِحَة الْكِتَابِ کہا جاتا ہے۔ اس کے اور بھی متعدد نام احادیث سے ثابت ہیں، مثلاً: أَمُّ الْقُرْآنِ، أَلْسُنُ الْمَنَانِي، الْقُرْآنُ الْعَظِيمُ، الرَّقِيَّةُ (دم) جس طرح ایک صحابی نے ایک بچہ کو ڈسے ہوئے کو اس سے دم کیا تو اسے آرام آگیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ”تجھے کس طرح معلوم ہوا کہ یہ دم ہے؟“ (صحیح البخاری، حدیث: 2276، و صحیح مسلم، حدیث: 65-2201) وغیرہا من الاسماء اس کا ایک اہم نام الصلوة بھی ہے، جیسا کہ ایک حدیث قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي“ (صحیح مسلم، حدیث: 38-395) ”میں نے صلاۃ (نماز) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔“ مراد سورۃ فاتحہ ہے جس کا نصف حصہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی رحمت و ربوبیت اور عدل و بادشاہت کے بیان میں ہے اور نصف حصہ میں دعا و مناجات ہے جو بندہ اللہ کی بارگاہ میں کرتا ہے۔ اس حدیث میں سورۃ فاتحہ کو ”نماز“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں اس کا پڑھنا بہت ضروری ہے، چنانچہ نبی ﷺ کے ارشادات میں اس کی خوب وضاحت کر دی گئی ہے، فرمایا: ”لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ“ (صحیح البخاری، حدیث: 756، و صحیح مسلم، حدیث: 34-394) ”اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔“ اس حدیث میں (مَنْ) کا لفظ عام ہے جو ہر نمازی کو شامل ہے۔ منفرد ہو یا امام یا امام کے پیچھے مقتدی۔ سری نماز ہو یا جہری، فرض نماز ہو یا نفل۔ ہر نمازی کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اس عموم کی مزید تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نماز فجر میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نبی ﷺ کے ساتھ قرآن کریم پڑھتے رہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ پر قراءت بوجھل ہو گئی، نماز ختم ہونے کے بعد جب آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم بھی ساتھ پڑھتے رہے ہو؟ انھوں نے اثبات میں جواب دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا“ ”تم ایسا مت کیا کرو (مت پڑھا کرو) البتہ سورۃ فاتحہ ضرور پڑھا کرو کیونکہ اس کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔“ (سنن ابی داود، حدیث: 823، و جامع الترمذی، حدیث: 311، و سنن النسائی، حدیث: 921) اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَهِيَ خَدَاجٌ“ ”ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ“ جس نے بغیر فاتحہ کے نماز پڑھی وہ ناقص ہے مکمل نہیں۔ تین مرتبہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا: ”إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ“ امام کے پیچھے بھی ہم نماز پڑھتے ہیں، اس وقت کیا کریں؟“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ“ امام کے پیچھے تم سورۃ فاتحہ اپنے جی میں پڑھو۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 38-395) مذکورہ دونوں حدیثوں سے واضح ہوا کہ قرآن مجید میں جو آتا ہے: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (الأعراف: 204) ”جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنو اور خاموش رہو۔“ یا حدیث ”وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا“ (بشرط صحت) ”جب امام قراءت کرے تو خاموش رہو۔“ کا مطلب یہ ہے کہ جہری نمازوں میں مقتدی سورۃ فاتحہ کے علاوہ باقی قراءت خاموشی سے سنیں۔ امام کے ساتھ قرآن نہ پڑھیں۔ یا امام سورۃ فاتحہ کی آیات وقفوں کے ساتھ پڑھے جو مسنون بھی ہے

اَحْمَدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ

سب تعریف اللہ کے لیے ہے ① جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ② بہت بخشش کرنے والا بڑا مہربان ③ بدلے کے دن

مقتدی ان وقفوں میں سورۃ فاتحہ پڑھے یا مقتدی سورۃ فاتحہ امام کی اس خاموشی (سکتے) میں پڑھے جو وہ سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے کرتا ہے یا قراءت کے اختتام پر۔ (صحیح روایات سے قراءت کے بعد سکتہ ثابت ہے۔) اس طرح آیت قرآن اور احادیث صحیحہ میں اللہ نہ کوئی تعارض نہیں رہتا۔ دونوں پر عمل ہو جاتا ہے۔ جب کہ سورۃ فاتحہ کی ممانعت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خاتم بدین قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں ٹکراؤ ہے اور دونوں میں سے کسی ایک پر عمل ہو سکتا ہے، بیک وقت دونوں پر عمل ممکن نہیں۔ فَتَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا (مزید دیکھیے سورۃ اعراف، آیت: 204 کا حاشیہ۔)

■ یہ سورت مکی ہے۔ مکی یا مدنی کا مطلب یہ ہے کہ جو سورتیں ہجرت (13 نبوت) سے قبل نازل ہوئیں وہ مکی ہیں، خواہ ان کا نزول مکہ مکرمہ میں ہو یا اس کے اطراف و جوانب میں اور مدنی وہ سورتیں ہیں جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں، خواہ مدینہ یا اس کے اطراف میں نازل ہوئیں یا اس سے دور۔ حتیٰ کہ مکہ اور اس کے اطراف ہی میں کیوں نہ نازل ہوئی ہوں۔

■ بِسْمِ اللّٰهِ کی بابت اختلاف ہے کہ آیا یہ ہر سورت کی مستقل آیت ہے یا ہر سورت کی آیت کا حصہ ہے یا یہ صرف سورۃ فاتحہ کی ایک آیت ہے یا یہ کسی بھی سورت کی مستقل آیت نہیں ہے، اسے صرف دوسری سورت سے ممتاز کرنے کے لیے ہر سورت کے آغاز میں لکھا جاتا ہے۔ قرائے مکہ و کوفہ نے اسے سورۃ فاتحہ سمیت ہر سورت کی آیت قرار دیا ہے جبکہ قرائے مدینہ، بصرہ و شام نے اسے کسی بھی سورت کی آیت تسلیم نہیں کیا ہے، سوائے سورۃ نمل کی آیت: 30 کے، کہ اس میں بالاتفاق بسم اللہ اس کا جز ہے۔ محقق عصر شیخ احمد شاہ کرمری رحمہ اللہ نے اپنا خلاصہ تحقیق اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ”قرآن میں جہاں بھی بسم اللہ لکھی ہوئی ہے، وہاں قرآنی آیت ہے، آیت اس کا اس سورت کی آیت ہونا جس کے شروع میں وہ تحریر ہے یا اس کا مستقل آیت ہونا محل نظر و بحث ہے۔ میرے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ سورۃ توبہ کے علاوہ یہ ہر سورت کی آیت ہے، اس لیے ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر سورت کے پڑھنے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ ضرور پڑھے، سوائے سورۃ توبہ کے۔ چاہے اسی سورت سے تلاوت کا آغاز کرے یا دوران تلاوت میں کوئی سورت آجائے۔“ (حاشیہ جامع الترمذی: 22/2، نحت حدیث: 246، طبع مصر) اسی طرح جہری نمازوں میں اس کے اونچی آواز سے پڑھنے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض اونچی آواز سے پڑھنے کے قائل ہیں اور بعض سری آواز سے۔ (فتح القدیر) اکثر علماء نے سری آواز سے پڑھنے کو راجح قرار دیا ہے۔ تاہم جہری آواز سے بھی پڑھنا جائز ہے۔

● بِسْمِ اللّٰهِ کے آغاز میں اَقْرَأْ، اَبْدَأْ یا اَتْلُو محذوف ہے، یعنی اللہ کے نام سے پڑھنا یا شروع کرنا یا تلاوت کرنا ہوں۔ شریعت میں بہت سے اہم کاموں کے شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے، چنانچہ حکم دیا گیا ہے کہ کھانے، ذبح، وضو اور حمام سے پہلے بسم اللہ پڑھو۔ تاہم قرآن کریم کی تلاوت کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے پہلے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ضروری ہے۔ ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ (النحل: 98)

”جب تم قرآن کریم پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگو۔“

● اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میں ال، استغراق کے لیے ہے، یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں کیونکہ تعریف کا اصل مستحق اور حق دار صرف



نَسْتَعِينُ ④ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ⑤ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ⑥ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ

وَلَا الضَّالِّينَ ⑦

(قیامت) کا مالک ہے ③ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ④ ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا ⑤ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ⑥ ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی ⑦

اللہ تعالیٰ ہے۔ کسی کے اندر کوئی خوبی، حسن یا کمال ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے، اس لیے حمد (تعریف) کا مستحق بھی وہی ہے۔ ﴿يَلَهُ﴾ میں لام اختصاص کے لیے ہے، یعنی تمام تعریفیں اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ اللہ یہ اللہ کا ذاتی نام ہے، اس کا استعمال کسی اور کے لیے جائز نہیں۔ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ یہ کلمہ شکر ہے جس کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو افضل الذکر اور الْحَمْدُ لِلّٰهِ کو افضل الدعاء کہا گیا ہے۔ (جامع الترمذی، حدیث: 3383) صحیح مسلم اور سنن نسائی کی روایت میں ہے: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ» (صحیح مسلم، حدیث: 1-223) «الْحَمْدُ لِلّٰهِ مِيزَانٌ كَوْفَرُهُ دِيَارٌ» اسی لیے ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ اللہ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ ہر کھانے پر اور پینے پر بندہ اللہ کی حمد کرے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 89-2734)

② رَبِّ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے، جس کے معنی ہیں ہر چیز کو پیدا کر کے اس کی ضروریات مہیا کرنے اور اس کو تکمیل تک پہنچانے والا۔ اس کا استعمال بغیر اضافت کے اللہ کے سوا کسی اور کے لیے جائز نہیں۔ ﴿الْعَالَمِينَ﴾ عَالَم (جہان) کی جمع ہے۔ ویسے تو تمام مخلوق کے مجموعے کو عالم کہا جاتا ہے، اسی لیے اس کی جمع نہیں لائی جاتی۔ لیکن یہاں اس کی ربوبیت کاملہ کے اظہار کے لیے عالم کی بھی جمع لائی گئی ہے، جس سے مراد مخلوقات کی الگ الگ جنسیں ہیں، مثلاً: عالم جن، عالم انس، عالم ملائکہ اور عالم وحوش و طیور وغیرہ۔ ان تمام مخلوقات کی ضرورتیں ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں لیکن رَبُّ الْعَالَمِينَ سب کی ضروریات، ان کے احوال و ظروف اور طبائع و اجسام کے مطابق مہیا فرماتا ہے۔

③ ﴿الرَّحْمٰنِ﴾ بروزن فَعْلَان اور ﴿الرَّحِيمِ﴾ بروزن فَعِيل ہے۔ دونوں مغفّت کے صیغے ہیں، جن میں مبالغہ موجود ہے، یعنی اُن میں کثرت اور دوام کا مفہوم پایا جاتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ بہت رحم کرنے والا ہے اور اس کی یہ صفت دیگر صفات کی طرح دائمی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں: رَحْمَن میں رحیم کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے، اسی لیے يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ کہا جاتا ہے۔ دنیا میں اس کی رحمت عام ہے جس سے بلا تخصیص کافر و مومن سب فیض یاب ہو رہے ہیں اور آخرت میں وہ صرف رحیم ہوگا، یعنی اس کی رحمت صرف مومنین کے لیے خاص ہوگی۔ ﴿فَسَاكِنَتِهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ﴾ (الأعراف 156:7) ”میں وہ رحمت ان لوگوں کے لیے ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں، زکاۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔“ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ!

① دنیا میں بھی اگرچہ مکافات عمل کا سلسلہ ایک حد تک جاری رہتا ہے، تاہم اس کا مکمل ظہور آخرت میں ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے اچھے یا برے اعمال کے مطابق مکمل جزا اور سزا دے گا۔ اسی طرح دنیا میں عارضی طور پر اور بھی کئی لوگوں کے پاس تحت الاسباب اختیارات ہوتے ہیں لیکن آخرت میں تمام اختیارات کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس روز فرمائے گا:

يَسْئَلُ الْمَلِكُ الْيَوْمَ ”آج کس کی بادشاہی ہے؟“ پھر وہی جواب دے گا: ﴿يَلَهُ الْوَالِدِ الْعَظِيمِ﴾ (المؤمن 16:40) ”صرف ایک غالب اللہ کے لیے۔“ ﴿يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ﴾ (الانفطار 19:82) ”اس دن کوئی ہستی کسی کے لیے اختیار نہیں رکھے گی، سارا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہوگا۔“ یہ ہوگا جزا کا دن۔

② عبادت کے معنی ہیں کسی کی رضا کے لیے انتہائی تدبیر و عاجزی اور کمال خشوع کا اظہار۔ اور بقول ابن کثیر ”شریعت میں کمال محبت، خضوع اور خوف کے مجموعے کا نام عبادت ہے۔“ یعنی جس ذات کے ساتھ محبت بھی ہو، اس کی مافوق الاسباب طاقت کے سامنے عاجزی و بے بسی کا اظہار بھی ہو اور اسباب و مافوق الاسباب ذرائع سے اس کی گرفت کا خوف بھی ہو۔ سیدھی عبارت نَعْبُدُكَ وَنَسْتَعِينُكَ ”ہم تیری عبادت کرتے اور تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔“ ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں مفعول بہ (ضمیر) کو فعل پر مقدم کر کے اِنَّا لَكَ نَعْبُدُ وَ اِنَّا لَكَ نَسْتَعِينُ ﴿﴾ فرمایا، جس سے مقصد اختصاص پیدا کرنا ہے، یعنی ”ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔“ اس اعتبار سے نہ عبادت اللہ کے سوا کسی اور کی جائز ہے اور نہ استعانت ہی کسی اور سے جائز ہے۔ ان الفاظ سے شرک کا سد باب کر دیا گیا ہے لیکن جن کے دلوں میں شرک کا روگ راہ پا گیا ہے، وہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب استعانت میں فرق کو نظر انداز کر کے عوام کو مغالطے میں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو ہم بیمار ہو جاتے ہیں تو ڈاکٹر سے مدد حاصل کرتے ہیں، یہی سے مدد چاہتے ہیں، ڈرائیور اور دیگر انسانوں سے مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ یہ باور کراتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی سے مدد مانگنا بھی جائز ہے۔ حالانکہ اسباب کے ماتحت ایک دوسرے سے مدد چاہنا اور مدد کرنا یہ شرک نہیں ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا عطا ہوا نظام ہے، جس میں سارے کام ظاہری اسباب کے مطابق ہی ہوتے ہیں، حتیٰ کہ انبیاء بھی انسانوں کی مدد حاصل کرتے ہیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿مَنْ اَنْصَارَنِيْ اِلٰی اللّٰهِ﴾ (الصف 14:61) ”اللہ کے (دین کے) لیے کون میرا مددگار ہے؟“ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو فرمایا: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلٰی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی﴾ (المائدہ 2:5) ”نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔“ ظاہر بات ہے کہ یہ تعاون ممنوع ہے نہ شرک مطلوب و محمود ہے۔ اس کا اصطلاحی شرک سے کیا تعلق؟ شرک تو یہ ہے کہ ایسے شخص سے مدد طلب کی جائے جو ظاہری اسباب کے لحاظ سے مدد نہ کر سکتا ہو، جیسے کسی فوت شدہ شخص کو مدد کے لیے پکارنا، اس کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا، اس کو نافع و ضار باور کرنا اور دور و نزدیک سے ہر ایک کی فریاد سننے کی صلاحیت سے بہرہ ور تسلیم کرنا۔ اس کا نام ہے مافوق الاسباب طریقے سے مدد طلب کرنا اور اسے خدائی صفات سے متصف ماننا۔ اسی کا نام شرک ہے جو بد قسمتی سے محبت اولیاء کے نام پر مسلمان ملکوں میں عام ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْہُ!

توحید کی تین قسمیں: اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ توحید کی تین اہم قسمیں بھی مختصراً بیان کر دی جائیں۔ یہ قسمیں ہیں: ① توحید ربوبیت ② توحید الوہیت ③ توحید اسماء و صفات۔

① توحید ربوبیت کا مطلب ہے کہ اس کائنات کا خالق، مالک، رازق اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس توحید کو ملاحظہ و نزادق کے ساتھ تمام لوگ مانتے ہیں، حتیٰ کہ مشرکین بھی اس کے قائل رہے ہیں اور ہیں، جیسا کہ قرآن کریم نے مشرکین مکہ کا اعتراف نقل کیا ہے، مثلاً: فرمایا: ”اے پیغمبر! ان سے پوچھیں کہ تم کو آسمان و زمین میں رزق کون دیتا ہے یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور بے جان سے جاندار اور جاندار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے؟ جھٹ کہہ دیں گے کہ اللہ (یہ سب کام کرنے والا اللہ ہے)۔“ (یونس 31:10)



تَاٰهَاتَا (114) سُورَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ (21) رُكُوْعَاتُهَا 1

سورة ناس کی ہے، اس میں 6 آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ① مَلِكِ النَّاسِ ② اِلٰهِ النَّاسِ ③ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَفَاۤئِسِ ④  
الَّذِي يُّوسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ⑤ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ⑥

آپ کہہ دیجیے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں ① لوگوں کے مالک کی ② اور لوگوں کے معبود کی (پناہ میں) ③ وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے ④ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے ⑤ (خواہ) وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے ⑥

اس کے بال یا کوئی چیز حاصل کر کے اس پر یہ عمل کیا جاتا ہے۔

⑤ حسد یہ ہے کہ حاسد، محسود سے زوال نعت کی آرزو کرتا ہے، چنانچہ اس سے بھی پناہ طلب کی گئی ہے کیونکہ حسد بھی ایک نہایت بری اخلاقی بیماری ہے جو نیکیوں کو کھا جاتی ہے۔

■ اس کی فضیلت گزشتہ سورت کے ساتھ بیان ہو چکی ہے۔ ایک اور حدیث ہے جس میں آتا ہے کہ نبی ﷺ کو نماز میں پچھوؤں گے۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے پانی اور نمک منگوا کر اوپر ملا اور ساتھ ساتھ ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ ، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلٰقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھتے رہے۔ (المعجم الصغير للطبراني، حدیث: 830، ومجمع الروايات 191/5، وقال الهيثمي إسناده حسن)

① رَبِّ (پروردگار) کا مطلب ہے جو ابتداء سے جبکہ انسان ابھی ماں کے پیٹ ہی میں ہوتا ہے، اس کی تدبیر و اصلاح کرتا ہے حتیٰ کہ وہ بالغ عاقل ہو جاتا ہے، پھر وہ یہ تدبیر چند مخصوص افراد کے لیے نہیں بلکہ تمام انسانوں کے لیے کرتا ہے اور تمام انسانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ اپنی تمام مخلوقات کے لیے کرتا ہے، یہاں صرف انسانوں کا ذکر انسان کے اس شرف و فضل کے اظہار کے لیے ہے جو تمام مخلوقات پر اس کو حاصل ہے۔

② جو ذات تمام انسانوں کی پرورش اور نگہداشت کرنے والی ہے، وہی اس لائق ہے کہ کائنات کی حکمرانی اور بادشاہی بھی اس کے پاس ہو۔

③ اور جو تمام کائنات کا پروردگار ہو، پوری کائنات پر اسی کی بادشاہی ہو، وہی ذات اس بات کی مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور وہی تمام لوگوں کا معبود ہو، چنانچہ میں اسی عظیم و برتر ہستی کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔

④ ﴿الْوَسْوَاسِ﴾ بعض کے نزدیک اسم فاعل المُوَسْوِس کے معنی میں ہے اور بعض کے نزدیک یہ ذی الوَسْوَاس ہے۔ وسوسہ، مخفی آواز کو کہتے ہیں۔ شیطان بھی نہایت غیر محسوس طریقوں سے انسان کے دل میں بری باتیں ڈال دیتا ہے، اسی کو وسوسہ کہتے ہیں۔ ﴿الْخَفَاۤئِسِ﴾ (کھسک جانے والا) یہ شیطان کی صفت ہے۔ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو یہ کھسک جاتا ہے اور اللہ کی عظمت و عظمت برتی جائے تو دل پر چھا جاتا ہے۔

⑤ یہ وسوسہ ڈالنے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ شیاطین جو جنات میں سے ہوتے ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو گمراہ کرنے کے لیے

قدرت دی ہے۔ علاوہ ازیں ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان اس کا ساتھی ہوتا ہے جو اس کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جب نبی ﷺ نے یہ بات فرمائی تو صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کیا وہ آپ کے ساتھ بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ نے اس پر میری مدد فرمائی ہے اور وہ مطیع ہو گیا ہے۔ مجھے خیر کے علاوہ کسی بات کا حکم نہیں دیتا۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2814) اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ اعکاف فرماتے تھے کہ آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے ملنے کے لیے آئیں۔ رات کا وقت تھا، آپ انھیں چھوڑنے کے لیے ان کے ساتھ گئے۔ راستے میں دو انصاری صحابی وہاں سے گزرے تو آپ ﷺ نے انھیں بلا کر فرمایا کہ ”یہ میری اہلیہ، صفیہ بنت حبیبہ ہیں۔“ انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کی بابت ہمیں کیا بدگمانی ہو سکتی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”یہ تو ٹھیک ہے لیکن شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کچھ شہ نہ ڈال دے۔“ (صحیح البخاری، حدیث: 7171)

دوسرے وہ شیطان جو انسانوں میں سے ہوتے ہیں جو اپنی ہی جنس (انسانوں) کو گمراہی کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس تفصیل کی روشنی میں ﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ کا تعلق انسانوں سے ہے۔ جبکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ ﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ کا تعلق ﴿فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ﴾ میں الناس سے ہے، اس صورت میں مطلب یہ بنتا ہے کہ شیطان جن کو گمراہ کرتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں، یعنی شیطان انسانوں کو بھی گمراہ کرتا ہے اور جنات کو بھی۔ صرف انسانوں کا ذکر تغلیب کے طور پر ہے، ورنہ جنات بھی شیطان کے وسوسوں سے گمراہ ہونے والوں میں شامل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جنوں پر بھی قرآن میں ﴿رِجَالٌ﴾ کا لفظ بولا گیا ہے۔ (الجن 6:72) اس لیے وہ بھی ناس کا مصداق ہیں۔

